تصریحات

سقوطِ بغداد اور سقوطِ غرناطہ کے بعد سقوطِ ڈھاکہ تاریخِ اسلام کا وہ المناک باب ہے جس کی کسک مسلمان قوم ہمیشہ اپنے دل میں محسوس کرتی رہے گی — پاکستان میں سنہ ۴۷ء میں جس بھیانک رات کا آغاز ہوا تھا، سنہ ۷۱ء میں اس کی تاریکیاں اپنی انتہا کو پہنچ چکی تھیں — اور پھر جب ایک راستے کے سوا سلامتی کے سارے راستے قوم کی نگاہوں سے اوجھل ہو گئے تھے، ملت کا قافلہ اللہ کا نام لے کر اسی ایک راستے پر چل نکلا، اور بے پناہ مصائب کا مردانہ وار مقابلہ کرتا ہوا بالآخر اسلام کے اس مضبوط اور آہنی حصار میں پناہ لینے میں کامیاب ہو گیا جہاں تک ظلم و وحشت اور بربریت کے طوفانوں کی رسائی ممکن نہ تھی اور جہاں فرزندانِ اسلام نہ صرف خود بلکہ ان کی آئندہ نسلیں بھی امن و سکون کی زندگی بسر کر سکتی تھیں۔

لیکن چند ہی ماہ بعد تحفظ کا احساس ہوتے ہی اس قافلہ کے بعض قافلہ سالاروں نے وہی پرانی روش اختیار کر لی جس کے باعث اس طویل اور تاریک ترین رات کا آغاز ہوا تھا، چنانچہ آج ان کا سب سے بڑا مقصد اس حصار کو مضبوط سے مضبوط تر بنانے کی بجائے پریشان حال عوام سے اپنی لیڈری کا لوہا منوانا باقی رہ گیا ہے۔

قومی اتحاد نے گروہی اور جماعتی سیاست کو ملی سیاست میں بدل کر اس وقت قوم کی راہنمائی کا فریضہ سرانجام دیا تھا جبکہ ایک آمر کا غرور اپنی انتہا کو پہنچ چکا تھا، برائی ہر چہار سو اپنا دامن پھیلا چکی تھی اور مستقبل کے متعلق قوم کی ساری امیدیں دم توڑ رہی تھیں — عوام نظامِ مصطفیٰ اور نفاذِ اسلام کے نعرے سن کر قومی اتحاد کے پیچھے ہو لئے۔ چنانچہ راہنماؤں نے جہاں پسینہ بہانے کا مطالبہ کیا وہاں قوم نے خون کا نذرانہ پیش کیا اور جانیں نچھاور کر دیں لیکن جب یہ قربانیاں بارگاہِ ایزدی میں مقبول ہو کر اس مغرور اور ظالم

شخص کو مسندِ اقتدار سے کھینچ کر مجرموں کے کٹہرے میں کھڑا کر چکیں اور نفاذِ اسلام کی منزل بالکل قریب نظر آرہی تھی، بعض رہنمایانِ قوم نے اپنے اپنے حصہ کی ذمہ داریاں پوری کرنے کی بجائے وہی کردار ادا کرنا شروع کیا جو اس سے قبل اندلس کی تاریخ میں ملوک الطوائف ادا کر چکے ہیں ـــــ اور اب بعض نام نہاد علمائے دین نے وہی ڈرامہ سٹیج کرنا شروع کیا ہے جس کا مظاہرہ ان کے "اسلاف" بغداد کے چوراہوں میں کھڑے ہو کر کیا کرتے تھے ـــ جو ملتِ اسلامیہ کو بحثوں اور مناظروں میں الجھا کر ہلاکو اور چنگیز کو یہ دعوت دے رہے تھے کہ آؤ اور اس قوم کی رگِ حیات سے خون کا آخری قطرہ تک نچوڑ لو، یہ اف تک نہ کرے گی۔

انتشار اور افتراق وہ بری لعنت ہے جو مسلمان تو کجا، کسی بھی قوم کے لئے کبھی مبارک ثابت نہیں ہوئی۔ پاکستان کی سیاسی اور مذہبی سٹیج پر جو ڈرامہ اس وقت سٹیج ہو رہا ہے، اس نے قوم کے باشعور اور دردمند عناصر کو، جو ایک قوم کیلئے وطن کی ضرورت کا احساس کر سکتے ہیں، اور جو پاکستان کی بقا کیلئے اتحاد و اتفاق کے علاوہ اس کی نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کی اہمیت کو سمجھتے ہیں، ایک طویل اور مسلسل اضطراب میں مبتلا کر دیا ہے اور وہ بجا طور پر یہ خطرہ محسوس کر رہے ہیں کہ اگر ہم اسی طرح باہم سر پھٹول اور انتشار و افتراق کا شکار رہے اور ہم نے جلد از جلد اسلام کے دامن میں مکمل طور پر پناہ حاصل نہ کر لی تو اشتراکی الحاد، جس کی تباہ کاریاں نصف صدی قبل بخارا اور سمرقند کے مسلمانوں نے دیکھی تھیں، خدانخواستہ پاکستان میں بھی ایسے حالات پیدا کر سکتا ہے جو پڑوسی ملک افغانستان میں چند ہی ماہ پیشتر رونما ہو چکے ہیں۔

پس ان لوگوں سے جو اتحاد و اتفاق کی فضا کو مسموم کر رہے اور اپنی ذاتی خواہشات پر عظیم قومی مقاصد کو قربان کر رہے ہیں، ہم خدا کے نام پر اپیل کریں گے کہ وہ اگر نہیں چاہتے کہ اس ملک میں بغداد، غرناطہ اور مشرقی پاکستان کی تاریخ دہرائی جائے تو قوم کی اجتماعی حیات کے سرچشموں کو زہر آلود کرنے کی بجائے قوم کو ایک لڑی میں پرونے کی کوشش کریں اور اس ملک کو اسلام کا ایک عظیم اور مضبوط قلعہ بنا دینے کیلئے اپنی تمام تر توانائیاں صرف کر دیں، ورنہ ـــــ تخت و تاج کے حصول کی کوشش میں زندہ رہنے کا حق بھی کھو بیٹھنا کہاں کی دانشمندی ہے؟ ـــــ وان تتولوا یستبدل قوما غیرکم ثم لا یکونوا امثالکم ـــ وما علینا الا البلاغ!

(اکرام اللہ ساجد)